رجسٹرڈ ایل نمبر

پھول

یعنی

چھوٹے بچوں کا ہفتہ وار دِل بہلاؤ

سال بھر کی قیمت محصول سمیت پانچ روپیہ پیشگی ہے۔

جلد ۳۵ | لاہور۔ ہفتہ۔ ۱۳۔ فروری سنہ ۱۹۴۳ء | نمبر ۷



پھول

لاہور۔ ۷۔ صفر المظفر سنہ ۱۳۶۲ھ

فہرست مضامین

میں کیا کروں!	پھول کا شاعر	۶۱
ایور شما	نیمہ سلطان بیگم	۶۲
ٹالسٹائی	شیخ غلام حسین	۶۵
پھول بغیر سرورق کے	سید امتیاز علی تاج	۶۸
چٹکلہ	فاروق نثار	۶۹
پہیلیاں	متفرق	۷۰
لطیفے	متفرق	۷۰

قاہرہ۔ ۱۰ فروری۔ انگریزی فوجوں نے اطالوی فوجوں کو طرابلس۔ مصر اور لیبیا سے نکال دیا ہے۔ اور اس طرح افریقہ میں اٹلی کی سلطنت ختم کر دی گئی ہے۔ اب ایک بھی [illegible]ن سپاہی اس علاقے [illegible]۔ اس سارے علاقے پر برطانوی فوج کا قبضہ ہو چکا ہے۔

ماسکو - ۱۰ فروری - اگلے ڈیڑھ مہینے کے اندر اندر ۱۰½ لاکھ روسی فوج جنگ کے میدان میں آ جائے گی - اس فوج کو سنگینوں اور گولوں کو ہاتھ سے پھینک کر مارنے کی خاص طور پر مشق کرائی گئی ہے ٭

ماسکو - ۱۰ فروری - روسی ٹینک راسٹوف میں داخل ہو گئے ہیں - اس شہر کے گلی کوچوں میں روسیوں اور جرمنوں کی سخت لڑائی ہو رہی ہے - شہر سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں ٭

نئی دہلی - ۱۰ فروری - کل رات برطانی ہوائی جہازوں نے مانڈلے کے پاس دریائے ایراوتی کے گھاٹوں اور جاپانیوں کے دوسرے اڈوں پر بم باری کر کے جگہ جگہ آگ لگا دی ہے ٭

کلکتہ اور بمبئی کی ٹکسالیں مہینے میں ۱۲½ کروڑ چھوٹے سکے تیار کر رہی ہیں - لاہور کی ٹکسال میں بھی یہ کام شروع ہونے والا ہے - یہ ٹکسال ایک مہینے میں ساڑھے پندرہ کروڑ سکے تیار کیا کرے گی ٭

نئی دہلی - ۱۰ فروری - مہاتما گاندھی نے جو اس وقت جیل میں ہیں - تین ہفتے کا برت رکھ لیا ہے - یہ برت مرن برت نہیں - بلکہ جب وہ چاہیں گے - اسے ختم کر دیں گے ٭

۵ فروری کو گورنر پنجاب نے میجر سردار شوکت حیات خاں کو حکومت پنجاب کا چھٹا وزیر مقرر کیا ہے - آپ سر سکندر حیات خاں مرحوم کے صاحب زادے ہیں ٭

لاہور کے میو اسکول آف آرٹ کے تھرڈ ایر کمرشل پینٹنگ کے طالب علم ناصر علی خاں نے بمبئی اگزبیشن سے ایک ہزار روپے کا وظیفہ حاصل کیا ہے ٭

مَیں کیا کروں!

پھول کھلے پھلواری مہکی ۔ بُلبُل مست سروں میں چہکی +
ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے آئے ۔ نیموں نے ہچکولے کھائے +
شبنم یُوں سبزے پر بکھری ۔ جَیسے مالا ٹکھری نکھری +
دل کہتا ہے سَیر کو جائیں ۔ سر کہتا ہے سبق دہرائیں +
کوئی بتائے کس کی مانوں! بستہ کھولوں ۔ سَیر کی ٹھانوں +
جان بڑی مشکل میں پڑی ہے ۔ برچھی سی سینے میں گڑی ہے +

موسم ہے اُف کتنا پیارا ۔
ہائے کروں کیا ۔ میں بے چارا +

پھُول کا شاعر

ایورشما

ایک جاپانی کہانی

(پہلے حصے کے لئے دیکھو صفحہ ۵۵)

ایورشما نے ڈبہ لے لیا۔ اور شہزادی کا شکریہ ادا کیا۔ شہزادی اور اُس کے تمام نوکروں نے اُسے خدا حافظ کہا۔ ایورشما اپنی کشتی میں بیٹھ گیا۔ کنارے پر شہزادی اپنے نوکروں کے درمیان کھڑی تھی۔ جیسے ہی کشتی چلنی شروع ہوئی۔ اُنہوں نے ایک گیت گانا شروع کیا۔ ایک دُکھی گیت۔ جو آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

رفتہ رفتہ آواز مدھم پڑتی گئی۔ اور پھر شہزادی اور محل نظر سے اوجھل ہو گئے۔ آخر ایورشما سمندر میں اکیلا رہ گیا۔

اب اُسے اپنے بھوکے ماں باپ کا خیال آرہا تھا۔ جو اُس کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اُس نے سمندر میں جال ڈالا۔ اور بہت سی مچھلیاں پکڑ لیں۔ شام کو وہ کنارے پر پہنچ گیا۔

خوشی خوشی کندھے پر مچھلیوں کا جال ڈالے اُس نے جھونپڑی کا رُخ کیا۔ یکایک وہ ٹھہر گیا۔ اور حیرت سے مکانوں کی طرف دیکھنے لگا۔ جن کی چھتیں سیاہ ٹائل کی بنی ہوئی تھیں۔ جب وہ یہاں سے گیا تھا۔ تو سب مکانوں کی چھتیں پھونس کی تھیں۔

وہ اپنی جھونپڑی کے راستہ پر ہولیا۔ لیکن وہاں خوب گھاس اُگی ہوئی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ مدتوں سے یہاں سے کوئی نہیں گزرا۔ جب وہ اُس جگہ پہنچا۔ جہاں جھونپڑی تھی۔ تو اُسے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ کہ وہاں جھونپڑی

کی جگہ ایک کھنڈر کھڑا تھا۔

ایورشما رونے لگا۔ پھر اُٹھا۔ اور بستی کی طرف چلا۔ وہاں اُسے ایک بوڑھا ملا۔ ایورشما نے پوچھا "یہاں کیا ہو گیا"۔

بوڑھے نے جواب دیا "کچھ نہیں"۔

ایورشما نے چلّا کر پھر وہی سوال پوچھا۔ بوڑھے نے کہا۔ "آپ غلطی پر ہیں۔ یہاں پچاس سال سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے۔ آپ اجنبی ہیں۔ ایورشما نے جواب دیا۔ "میں کوئی اجنبی نہیں۔ میں نے اپنی تمام زندگی یہاں گزاری ہے۔ اور ہر شخص مجھے جانتا ہے"۔

بوڑھے نے کہا۔ "میں نے تو آپ کو کبھی نہیں دیکھا"۔

ایورشما کا صبر اب جواب دے چکا تھا۔ اُس نے کہا۔ "بوڑھے! شاید تم پاگل ہو۔ میں ایورشما ہوں۔ اور ہر شخص مجھے جانتا ہے"۔

سچ مچ سچ مچ تم وہی ہو۔ مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ تم کوئی زندہ انسان نہیں ہو۔ ایورشما! ایورشما! وہ تو تیں سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا مر چکا۔ ایک دن وہ اپنی کشتی میں گیا تھا۔ اور اُس کے بعد اُسے کسی نے نہیں دیکھا۔ آخر آج میں نے اُس کا بھوت دیکھا۔ اُف خدا۔ مجھے بچا۔ اور بوڑھا چلّانے لگا۔

ایورشما کو یہ سُن کر بے حد رنج ہوا۔ وہ ویران جھونپڑی کے قریب اُگی ہوئی گھاس پر بے چینی سے پھرنے لگا۔ یکایک اُس نے کسی پتھر سے ٹھوکر کھائی۔ اُس نے اپنی اُنگلیوں سے گھاس کو ہٹایا۔ پتھر کائی سے ڈھکے ہوئے تھے۔ کائی

کو ہٹایا۔ اُس پر چند مٹے ہوئے الفاظ نظر آئے۔ یہ پتھر اُس کے والدین کی قبروں کے کتبے تھے۔ وہ گھٹنوں پر جُھک گیا۔ اور رنج سے رونے لگا۔

اُس کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ کیا کرے۔ وہ دُنیا میں اکیلا تھا۔ جس سے اُنہیں محبت تھی۔ وہ مر چکے تھے۔ اُسے اپنے والدین کی یاد اُس تمام عیش اور آرام سے زیادہ پیاری تھی۔ جو اُس نے شہزادی کے محل میں اُٹھایا تھا۔

اُسے شہزادی کے تحفے کا خیال آیا۔ شاید اُس میں کوئی چیز ہو۔ جو اُس کی مدد کر سکے۔ اُسے شہزادی کی نصیحت بالکل بھول گئی تھی۔ شہزادی خود اتنی مہربان اور محبت کرنے والی تھی۔ کہ اُسے خیال نہ آیا۔ کہ اُس کا تحفہ اُسے نقصان پہنچا سکتا ہوگا۔

اُس نے کپڑے کو کھولا۔ اور ڈبہ کا سُنہری ڈھکنا اُٹھایا۔ قیمتی ڈبہ میں سے ایک قرمزی رنگ کا دھواں اُٹھا اس کی بُو سے اس کا سر چکرانے لگا۔ دھواں اس کے چاروں طرف پھیل گیا۔ ایک عجیب بات واقع ہوئی۔ اُس کے چہرے پر بوڑھوں کی طرح جھریاں پڑگئیں۔ بال سفید ہو گئے۔ ہڈیاں درد کرنے لگیں۔ اور وہ زمین پر گر گیا۔

اُس نے شہزادی کے حکم کے خلاف کیا تھا۔ اس لئے وہ اب جوان اور طاقت ور نہ تھا۔ بلکہ ایک تین سَو سال سے زیادہ عمر کا بوڑھا تھا۔ پرستان میں جادو کی وجہ سے اُسے تین سَو سال تین دن ہی معلوم ہوئے۔ آج جادو ٹوٹ چکا تھا۔ اُسے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اب نہ وہ کچھ سُن سکتا تھا۔ نہ بول

سکتا تھا۔ اُسے اپنے ماں باپ کی قبر پر مرنا تھا۔ اُس نے دُعا مانگی۔ اور پُرانی قبر پر جُھک گیا۔ پھر اُس کی رُوح اُڑ گئی۔ اور اپنے ماں باپ کی روح سے مل گئی۔ اُسے چند گھڑیوں کے عیش کا یہ بدلہ ملا! (ترجمہ)

نعیمہ سلطان بیگم

ٹالسٹائی

پھول بچّو! آج تمہیں روس کے ایک مشہور لیڈر ٹالسٹائی کی زندگی کے کچھ حالات سُناتے ہیں:۔

ٹالسٹائی نے اپنے ملک اور غریب کسانوں کی اس قدر خدمت کی۔ کہ روس کے باشندے اسے اپنا بہت بڑا رہنما اور پیغمبر مانتے ہیں۔ اس کی زندگی میں اس کے مکان پر ہزاروں انسانوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ لوگ اس کی ملاقات اور زیارت کو اپنے لئے عزت سمجھتے تھے۔

ٹالسٹائی کا ایک ایک لفظ روسیوں کے لئے آبِ حیات سے کم درجہ نہیں رکھتا۔ اکثر ملاقاتوں میں اور دوستوں کے ساتھ وہ جو کچھ کہتا۔ لوگ اُسے فوراً سیکھ لیتے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ؛۔

اس وطن پرست انسان کے متعلق کئی قسم کے مضامین اور اس کی زندگی کے حالات آج تک ۲۹ ہزار کتابوں اور ۵۵ ہزار رسالوں میں چھپ چکے ہیں۔ ٹالسٹائی نے خود بھی ایک سَو کتابیں لکھی ہیں ؛۔

وہ اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنانے میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔

پڑھے لکھے لوگ آج بھی اس کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کر کے عش عش کرتے ہیں ٭

ٹالسٹائی کا خاندان بہت امیر تھا۔ لیکن جب ٹالسٹائی نے ہوش سنبھالا۔ تو اُس نے اپنے باپ دادا کی تمام جائداد اور بے شمار دولت غریبوں اور محتاجوں میں بانٹ دی۔ اور جب اُس نے وفات پائی۔ تو اس کے گھر میں پھوٹی کوڑی تک نہیں تھی ٭

ٹالسٹائی کا خاندان چونکہ دولت مند اور خوش حال تھا۔ اس لئے اس کی پرورش امیروں کے سے ٹھاٹھ سے ہوئی۔ بچپن میں وہ دولت کی وجہ سے کسی کو خاطر میں نہ لاتا اور مغرور سا رہتا تھا۔ لیکن بعد میں اس کی طبیعت نے کچھ ایسا پلٹا کھایا۔ کہ اُس نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی۔ اور موٹے جھوٹے کپڑے پہن کر غریبوں کی سی زندگی بسر کرنے لگ گیا۔ قیمتی کھانے چھوڑ کر سادہ غذا کھانے لگا ٭

وقت گزرتا گیا۔ اور اس زندگی میں اُسے خوشی ہونے لگی۔ اب تو وہ اپنے ہاتھ سے جوتوں کی مُرمّت کرتا۔ اور گھر میں جھاڑو دیتا۔ ٹھاٹ کی زندگی کو گناہ سمجھنے لگا۔ طبیعت میں اس قدر نرمی پیدا ہو گئی۔ کہ ہر وقت غریبوں کی خدمت میں لگا رہتا ٭

ٹالسٹائی دولت سے جس قدر ناک بھوں چڑھاتا تھا۔ اس کی بیوی اس قدر زیادہ ان چیزوں سے پیار کرتی تھی۔ اور دل سے چاہتی تھی۔ کہ وہ ہر وقت شہزادیوں کی طرح رہے

سہے ؛

ٹالسٹائی کو شہرت سے بلا کی دشمنی تھی۔ مگر اس کی بیوی شہرت اور نام پیدا کرنے کے لئے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارتی تھی۔ اس کی دلی خواہش تھی۔ کہ اُس کا شوہر شہرت کے آسمان پر ستارہ بن کر چمکے۔ اور لوگ دل و جان سے اس کی عزت کریں ؛

ٹالسٹائی کا خیال تھا۔ کہ بادشاہ اپنی رعایا پر طاقت اور شاہی فوج کے زور سے حکومت نہ کرے۔ بلکہ محبت سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالے۔ اور ان کا دل موہ لے۔ مگر اس کی بیوی کا خیال اس کے بالکل الٹ تھا۔ غرض ان دونوں کی طبیعتوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ ٹالسٹائی چاہتا تھا کہ وہ کسی طرح بیوی سے چھٹکارا پائے۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اور وہ اسی طرح لڑتے جھگڑتے رہے ؛

آخر بیاسی سال کی عمر میں وہ اپنی بیوی کے ہاتھوں بہت تنگ ہوگیا۔ اب اس کے لئے زندہ رہنا مشکل تھا۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء کی رات کو وہ بغیر سوچے سمجھے گھر سے نکل بھاگا۔ جاڑے کا موسم اور پھر بڑھاپا۔ بچارا کڑاکے کی سردی نہ سہہ سکا۔ اور ریلوے اسٹیشن پر نمونیا کا شکار ہو گیا۔ آخر وہیں ہمیشہ کے لئے آرام کی نیند سو گیا۔ لیکن اس کا نام قیامت تک زندہ رہے گا ؛

شیخ غلام حسین کلرک
اسلامیہ ہائی سکول۔ ملتان

پھُول بغیر سرورق کے

پھُول بچّوں کو معلوم ہو گا۔ کہ جنگ کی وجہ سے جو چیزیں بہت ہی مہنگی ہو گئی ہیں۔ ان میں سے ایک کاغذ بھی ہے۔ پہلے بہت سا کاغذ باہر سے ہندوستان میں آجاتا تھا۔ کچھ کاغذ یہاں کے کارخانے بنا لیتے تھے۔ باہر کا اور ملک کا بنا ہوّا کاغذ مل کر ساری ضرورتیں آسانی سے پوری کر دیتا تھا۔ لیکن اب ایک تو باہر سے کاغذ آنا بند ہو چکا ہے۔ اور دوسرے جتنا کاغذ ہندوستان میں بنتا ہے۔ اس میں سے نوّے فی صدی سرکار اپنی ضرورتوں کے لئے لیتی ہے۔ باقی کا دس فی صدی سارے ملک کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے بچتا ہے۔ یہ تھوڑا سا کاغذ پہلے کے مقابلے میں اب بہت مہنگے داموں بکتا ہے۔

بچّوں نے خود دیکھا ہو گا۔ کہ سادہ کاغذ کی ذرا سی کاپی کی قیمت اب کتنی بڑھ گئی۔ کاغذ کی قیمت اتنی زیادہ بڑھ جانے ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ بعض اخبار چھپنے اب بند ہو گئے ہیں۔ اور تقریباً سب اخباروں نے اپنے صفحے گھٹا دیئے ہیں۔ اس سے بچّے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ہر ہفتے بہت مہنگا کاغذ بازار سے خریدنے اور اس پر اخبار چھاپ کر اس پُرانے چندے میں بچّوں کو دینے میں ہمیں کتنا نقصان ہو رہا ہو گا۔ لیکن ہم یہ نقصان بڑے صبر اور ہمت سے برداشت کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ جب تک ممکن ہو۔ ہم خود ہی یہ نقصان اُٹھائیں اور بچّوں کو زیادہ چندہ ادا کرنے کی تکلیف نہ پہنچنے دیں۔

لیکن اب دو شکلیں ایسی پیدا ہو گئی ہیں۔ جن کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ ایک تو یہ کہ پھول کے سرورق کا کاغذ اب ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا۔ اور دوسرے یہ کہ اخبار کی سلائی کا تار بے حد مہنگا ہو گیا ہے۔ سلائی تار کی بجائے تاگے سے ہو سکتی تھی۔ لیکن تاگے کی سلائی میں وقت بہت لگتا ہے۔ اس لئے اب اس کے سوا چارہ نہیں۔ کہ اخبار ان دنوں بغیر سرورق کے چھپے اور اس کی سلائی نہ ہوا کرے۔

یہ تبدیلیاں آج کل کے زمانہ میں برائے نام ہیں۔ اور یہ تبدیلیاں کر کے بھی اخبار نقصان ہی میں چلے گا۔ لیکن جب تک ہم بالکل بے بس نہ ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ اخبار برابر نکلتا رہے گا۔ مصیبتوں کے اس زمانہ میں پھول بچوں کو بھی اپنے اخبار کی طرف سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ اسے ہر ممکن طرح مدد پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سیّد امتیاز علی تاج

چٹکلہ

2	9	9
7	9	2
9	2	7

دو سے لے کر دس تک ہندسوں کو ان خالی خانوں میں اس طرح لکھو۔ کہ انہیں جس طرف سے بھی گنا جائے حاصل جمع اٹھارہ آئے۔

۹	۴	۵
۲	۶	۱۰
۷	۸	۳

فاروق نثار ششم اے
گورنمنٹ ہائی سکول منٹگمری

پہیلیاں

(۱)

پانچ کمرے اِک دروازہ۔

زینت محل۔ جلال پور شریف

(۲)

ایک نار کرتار سے پائے۔
پانی میں وہ بیٹھی نہائے۔
ہڈیاں چن چن کر ڈھیر لگائیں
چمڑا شہر میں بیچا جائے۔

عبدالرؤف سہارن پور

جواب:۔(۱) دستانہ، (۲) سن۔

لطیفے

اُستاد۔ (ایک لڑکے سے) یہ مضمون تمہارے بھائی کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

لڑکا۔ جی لکھا ہوا تو اُسی کا ہے۔ مگر قلم میرا ہے۔

سعید اختر وہنی وال۔ ملتان

موہن۔ سورج ہمیشہ مشرق ہی سے کیوں نکلتا ہے؟

سوہن۔ یہ تو تمہیں ایک بے وقوف بھی بتادے گا۔

موہن۔ اسی لئے تو تم سے پوچھتا ہوں۔

گاہک۔ کیا یہ بوٹ مضبوط ہیں۔

دکان دار۔ جی ہاں۔ بہت چلتے ہیں۔

گاہک۔ بہت چلتے ہیں۔ کیا مطلب؟

دُکان دار۔ جن لوگوں نے بوٹ خریدے ہیں۔ وہ آج تک دوسرا جوڑا خریدنے کے لئے نہیں آئے۔

عزیز ننگلوی۔ سلالہ۔ ب لندھر

نارتھ ویسٹرن ریلوے

آپ کے اپنے فایدے کے لئے

ریل کے ذریعے بھیجنے کے لئے جب آپ سامان اور پارسل پیش کریں۔ تو نقصان یا غلط مقام چلے جانے کے احتمال کو روکنے کے لئے اس امر کی تسلی کر لیجئے۔ کہ ہر چیز پر انگریزی میں منزل مقصود اور اس شخص کا نام جس کی طرف چیز بھیجی جا رہی ہو۔ واضح اور ٹھیک طور پر درج ہے۔ تمام پرانے پتے بالکل اُڑا دینے چاہئیں۔ اور پرانے لیبل اُتار لینے چاہئیں۔ وہ چیزیں جن پر پتا نشان نہیں لگ سکتا۔ مثلاً کھالوں اور چمڑوں کے بنڈل۔ لوہے کی سلاخیں۔ تیل اور گھی کے پیپے وغیرہ ان چیزوں کے ساتھ چرمی۔ چوبی۔ دھات کا یا کارڈ لیبل جن پر مندرجہ بالا تفصیلات درج ہوں۔ لگا دینے چاہئیں۔

ہر چیز ریلوے کے رُولز کے مطابق حفاظت سے بند کی ہوئی ہو۔ ورنہ ملازمین ریلوے اُسے بک کرنے سے انکار کر دیں گے۔ ہاں اگر رسک نوٹ۔ فارم اے۔ (Risk Note Form A) جو ریلوے کو کسی نقصان یا زیان کی ذمہ داری سے بری کر دے۔ پیش کیا جائے۔ تو سامان بک ہو سکے گا۔

یہ نوٹ کر لینا چاہئے۔ کہ ریلوے اس سامان کے نقصان یا زیان کا ذمہ دار نہیں۔ جن کے بک کرنے نشان لگانے یا پتہ لکھنے کا طریقہ ناقص۔ یا نامناسب اور غلط ہو۔

چیف کمرشل منیجر

این۔ڈبلیو۔آر

سبارڈی نیٹ سروس کمیشن لاہور

این۔ڈبلیو ریلوے کے سٹورز ڈیپارٹمنٹ میں ایک مسلم لیجر کیپر کی خالی شدہ اسامی کے لئے امیدواروں کی طرف سے درخواستیں مطلوب ہیں مزید براں چار موزوں امیدواروں (۳ مسلمان۔ ۱ غیر مخصوص) نام سال کے اندر خالی ہونے والی اسامیوں کے بالمقابل غور کرنے کے لئے ویٹنگ لسٹ میں درج کئے جائیں گے۔ درخواستیں نمونہ فارموں پر ہونی چاہئیں۔ اسناد کی مصدقہ نقول کے ساتھ درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ $\frac{۳}{۴۴}$-۱۰ ہے۔

قابلیت :۔ امیدوار کسی تسلیم شدہ یونیورسٹی کی بی۔اے یا بی۔ایس۔سی کی سند یا سینیئر کیمبرج کا ڈپلوما رکھتا ہو۔ تنخواہ ۳ ماہ تک ٹریننگ کے دوران میں -/۴۵ روپیہ اور ٹریننگ کی کامیاب تکمیل پر باضابطہ ملازمت میں لئے جانے پر ۸۵-۲-۵-۶۵ روپیہ کے سکیل کے مطابق ملیگی۔

عمر :۔ ۱۸ سے ۲۴ سال کے اندر ہونی چاہئے۔ پوری تفصیلات چیئرمین کے پاس ایک ایسا ٹکٹ چسپاں شدہ لفافہ ارسال کرنے پر مل سکتی ہیں۔ جس پر پتہ درج ہو۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ایسے موزوں اُمیدواروں کی طرف سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ جو ملٹری ریلوے یونٹس (کور آف انڈین انجینئرز) میں فوجیوں کی حیثیت میں بطور کلرک نام لکھانا چاہتے ہیں۔ اور سمندر پار جانے کے لئے تیار ہیں۔ مطلوبہ قابلیت اور تنخواہ کی شرح وغیرہ ذیل میں درج ہے۔

زمرہ	اسامیوں کی تعداد	مطلوبہ قابلیت	ٹریننگ کی مدت مہینوں کے حساب سے	تنخواہ	
				ہندوستان میں	سمندر پار
کلرک	۵۰	میٹرک (فسٹ سیکنڈ یا تھرڈ ڈویژن)	۲ مہینے	۵۶ روپیہ ۱۰- آنے	۶۶ روپے ۱۰- آنے

مندرجہ بالا مشاہرہ کے علاوہ مُفت راشن اور مُفت یونیفارم بھی دی جاتی ہے۔ اگر مفت راشن نہ دیا جائے تو -/۹/۶ روپیہ ماہوار بطور راشن الاؤنس دیا جاتا ہے۔

(۱) اپنی یونٹوں میں شامل ہونے کے بعد مستحق لوگوں کو اُونچے گریڈوں میں ترقی بھی دی جا سکتی ہے۔

(۲) بھرتی شدہ عملہ کو دوران جنگ تک یا حسب ضرورت اس کے ایک سال بعد تک خدمات انجام دینا پڑے گی۔ لیکن قابل اشخاص کو جو مطلوبہ تعلیمی اور دیگر قابلیتوں کے حامل ہوں گے۔ جنگ کے خاتمہ پر نارتھ ویسٹرن ریلوے میں ملازمت دینے کے سوال پر غور کیا جا سکے گا۔

(۳) درخواستیں جن میں قابلیت۔ عمر اور سابقہ تجربہ (اگر کوئی ہو) کی تفصیل درج ہو۔ اسناد کی نقول سمیت ارسال کی جائیں۔ تاکہ دستخط کنندہ کے پاس ۲۰ فروری ۱۹۴۳ء تک پہنچ جائیں۔

(۴) جو لوگ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے حلقہ عمل سے باہر رہتے ہیں۔ انہیں درخواست بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) منتخب شدہ امیدواروں کو اپنے خرچ پر انٹرویو کے لئے آنا پڑے گا۔

ڈپٹی جنرل منیجر (ریکروٹنگ)
نارتھ ویسٹرن ریلوے
۶۰ میو روڈ۔ لاہور

اڈیٹر۔ سید امتیاز علی تاج، امرت الیکٹرک پریس ریلوے روڈ لاہور میں باہتمام سید حمید علی پرنٹر چھپا اور سید حمید علی پبلشر نے دفتر پھول ریلوے روڈ لاہور